

مولانا خالد سیف گلکھڑ کا انتقال پر ملال

یکم ستمبر بروز ہفتہ جامعہ تعلیم القرآن والحدیث کے رئیس، جامع مسجد توحید گنج اہل حدیث گلکھڑ کے خطیب اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے رہنما مولانا خالد سیف ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک عرصہ سے گلکھڑ میں دینی خدمات انجام دے رہے تھے۔ مولانا مرحوم عالم باعمل اور بااخلاق انسان تھے۔ نماز جنازہ گلکھڑ میں شیخ الحدیث مولانا محمد امین نے پڑھائی۔

مولانا محمود احمد غفصفر کا سانحہ ارتحال

ممتاز عالم دین معروف مترجم و مصنف مولانا محمود احمد غفصفر وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم نے متعدد مقامات پر دینی، دعوتی، تعلیمی اور تحقیقی خدمات سر انجام دیں۔

شیخ الحدیث سید عبدالشکور شاہ اٹری کا انتقال پر ملال

ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا سید عبدالشکور شاہ اٹری (سانگلہ ہل والے) مختصر علالت کے بعد مورخہ 29 اگست بروز بدھ وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم ملک کے مختلف دینی مدارس میں حدیث کے استاد کی حیثیت سے پچاس سال تک تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔

حافظ منیر احمد یزدانی کی وفات حسرت آیات

جماعت کے سرگرم اور متحرک عالم دین حافظ منیر احمد یزدانی مورخہ 11 ستمبر بروز منگل دو ماہ کی علالت کے بعد گلکھڑ میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کافی سالوں سے منصور والی وزیر آباد میں تبلیغ کا کام کر رہے تھے اور مرحوم نے اپنی کوششوں سے جامعہ علوم اٹریہ میں بیسیوں بچے داخل کرائے جو کہ اُن کیلئے صدقہ جاریہ ہیں۔ نماز جنازہ گلکھڑ میں امیر مرکزیہ پنجاب حافظ عبدالستار حامد نے پڑھائی۔

پروفیسر علامہ محمد ابراہیم خادم قصوری کا سانحہ ارتحال

نامور عالم دین، نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری مہتمم جامعہ ابراہیمیہ کنگن پور مورخہ 14 اگست بروز منگل وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم ایک بے باک اور نڈر خطیب تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو پنجاب کے امیر مولانا عبدالستار حامد نے پڑھائی جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود رحمہ اللہ

تحریر: جناب ملک عبدالرشید عراقی

مملکت سعودی عرب کے بانی شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود ۲۹ ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ بمطابق

۱۸۷۶ء ریاض میں پیدا ہوئے، ان کا شجرہ نسب یہ ہے:

عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن فیصل بن ترکی بن عبداللہ بن محمد بن سعود۔

جب ہوش سنبھالا تو ان کے والد محترم عبدالرحمن بن فیصل نے ان کی تعلیم کا آغاز کیا، سب سے پہلے

آپ نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی اور قرآن مجید کی تعلیم میں ان کے استاذ شیخ قاضی عبداللہ الخزرجی تھے۔

قرآن مجید کی تعلیم کے بعد فقہ اور اصول فقہ کی تحصیل کیلئے شیخ عبداللہ بن عبداللطیف کے حلقہ درس میں شامل

ہوئے، جب آپ نے فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم مکمل کر لی تو شاہ عبدالعزیز کی عمر گیارہ سال تھی۔

جب ریاض پر آل رشید کا قبضہ ہو گیا تو شاہ عبدالعزیز اپنے والد کے ہمراہ کویت چلے گئے، اس وقت

کے حکمران الشیخ مبارک الصباح تھے۔ کویت کے قیام کے دوران شاہ عبدالعزیز نے علمائے غزنویہ امرتسر

مولانا عبدالرحیم غزنوی مع اپنے برادران (جو بسلسلہ کاروبار کویت میں مقیم تھے) سے علوم اسلامیہ خاص کر

حدیث نبوی اور فقہ میں استفادہ کیا۔

کویت کے قیام کے دوران شاہ عبدالعزیز اپنے خاندان پر گزرنے والی مشکلات اور مصائب

وغیرہ کے بارے میں سوچا کرتے تھے کہ ان کے والد محترم کس طرح کویت میں جلاوطنی کی زندگی گزارنے پر

مجبور ہوئے ہیں اور کس طرح وہ اپنا ملک دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں، اس سلسلہ میں وہ اپنے دل میں خاموشی

سے ایک اسکیم تیار کرنے میں کوشاں رہے۔ وہ اپنے ملک کے حالات سے پوری طرح باخبر تھے اور وہ تمام

معلومات اپنے ملک سے آنے والے قافلوں سے حاصل کرتے تھے۔

شاہ عبدالعزیز کے والد محترم امام عبدالرحمن بن فیصل کی صرف ایک ہی خواہش تھی کہ وہ کس طرح اپنا

کھویا ہوا ملک (جس کی بنیاد ان کے جد امجد شیخ محمد بن سعود نے رکھی تھی) اس کو دوبارہ حاصل کیا جائے اور ان کی

یہ بھی خواہش تھی کہ عرب دنیا ایک قوم کے طور پر ابھرے اور ان میں سلف صالحین اور صادقین جیسے لوگ پیدا ہوں،

اگر یہ خواب ان کی زندگی میں شرمندہ تعبیر نہ ہو تو ان کے بعد ان کے صاحبزادگان اس خواب کو پورا کریں۔

پہلی کوشش شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعودؒ نے ریاض شہر پر قبضہ کرنے کیلئے پہلی کوشش ۱۹۰۰ء میں ایک مختصر فوجی دستہ کے ہمراہ کی، اس وقت شاہ عبدالعزیز کی عمر ۲۱ سال تھی۔ ۷ مارچ ۱۹۱۰ء کو آل رشید کی فوجوں سے جنگ ہوئی اور اس جنگ میں ابن رشید نے کامیابی حاصل کی اور شاہ عبدالعزیز ریاض سے واپس کویت چلے گئے۔

کویت میں ایک میٹنگ جب شاہ عبدالعزیز ریاض سے کویت پہنچے تو انہوں نے ایک دن اپنے تمام بھائیوں کو اپنے گھر بلایا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: میں آج تمہارے ساتھ ایک خاص بات کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ آپ نے اپنے بھائیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: میرے والد محترم مجھے ریاض پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے لیکن اس کی اجازت کی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ جب وہ مطمئن ہو جائیں کہ آپ میرے ساتھ ہیں اور آپ لوگ مجھے شرمندہ نہیں ہونے دیں گے۔ اللہ کی قسم! میں دنیا کے مال و اسباب سے کچھ بھی نہیں چاہتا۔ میرے لئے صرف ایک ہی روٹی کافی ہے جو مجھے یہاں والد محترم کے گھر میں آسانی سے مل سکتی ہے لیکن میں یہاں نہیں رہ سکتا، اس جلاوطنی کی زندگی کو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ ریاض شہر میں ہمارے گھر ہیں، ہمارے باپ دادا کے گھر ہیں، یہ ہمارے لئے ذلت کی بات ہے کہ ابن رشید ہمارے رشتہ داروں اور ہم پر حکمرانی کرے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! میں آپ لوگوں کے ساتھ سب سے آگے سینہ سپر رہوں گا، اگر اس راستہ میں مجھے کچھ ہو جائے تو آپ میرا بدلہ بھی نہ لیں، اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جائے اور وہ ہمارے لئے دروازے کھول دے تو وہ تمام بھائیوں کیلئے ہوں گے، ہم سب برابر ہوں گے، میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہماری سلب شدہ عزت جو آپ کی عزت ہے، بحال ہو جائے، اس مجلس میں جتنے نوجوان تھے، سب نے بیک وقت کہا کہ وہ ان کا ہر صورت، ہر لمحہ ساتھ دیں گے یا توفیق حاصل کریں گے یا سب کے سب شہادت سے سرفراز ہوں گے۔

شاہ عبدالعزیز کی کامیابی اس کے بعد شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد محترم کی اجازت سے ریاض پر حملہ کر دیا، شاہ عبدالعزیز اور ابن رشید کی فوجوں کے درمیان لڑائی ہوئی اور وقت کے لحاظ سے یہ کم عرصہ لڑائی تھی۔ چنانچہ ۵ شوال ۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۵ جنوری ۱۹۰۲ء کے دن ایک پکارنے والے نے منادی کر دی کہ شہزادہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود ریاض میں داخل ہو گئے ہیں اور ابن رشید کا کارندہ عجلان مارا جا چکا ہے اور منادی کرنے والے نے یہ بھی اعلان کیا کہ اللہ اکبر! حکومت اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور شہزادہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن الفیصل آل سعود کے امین ہیں۔

امیر عبدالرحمن بن فیصل کی کویت سے ریاض واپسی

وقت ان کے والد محترم شیخ عبدالرحمن بن فیصل کویت میں قیام پذیر تھے۔ جب انہیں اطلاع دی گئی کہ آپ کو شہزادہ عبدالعزیز نے ریاض آنے کی استدعا کی ہے تو شیخ ریاض جانے کیلئے تیار ہو گئے، امیر کویت شیخ مبارک نے بڑی گرم جوشی سے آپ کو الوداع کیا۔ چنانچہ شیخ عبدالرحمن بن فیصل نے ریاض جانے کیلئے وہ راستہ اختیار کیا جو عام راستہ نہ تھا۔ اس سے غرض یہ تھی کہ ابن رشید اور اس کی افواج کو پتہ نہ چل سکے۔ چنانچہ شیخ عبدالرحمن جب ریاض کے قریب پہنچے تو شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد محترم کا والہانہ استقبال کیا اور اپنے والد کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

جب شیخ عبدالرحمن بن فیصل ریاض پہنچ گئے تو شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد محترم سے کہا کہ حکمرانی آپ کا حق ہے اور میں بطور ایک سپاہی کے آپ کے ماتحت کام کروں گا۔ اس کے جواب میں شیخ عبدالرحمن بن فیصل نے کہا: اگر مجھے کویت سے حکمرانی کیلئے بلایا گیا ہے تو یہ ناممکن ہے، حکمرانی شہزادہ عبدالعزیز کا حق ہے میرا نہیں.....!! اس پر علمائے کرام نے مداخلت کی کہ شہزادہ عبدالعزیز پر یہ فرض لاگو ہوتا ہے کہ وہ اپنے والد محترم کی اطاعت کریں اور شیخ عبدالرحمن کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ شہزادہ عبدالعزیز کے جذبات کا احترام کریں، چنانچہ شہزادہ عبدالعزیز نے مشروط قبول کیا۔ شرط یہ تھی کہ میرے والد محترم میرے نگران ہوں گے اور میری ان امور کی طرف رہنمائی کریں گے جن میں مملکت کی بھلائی ہوگی اور اگر اس مملکت کی مصلحت کے خلاف کوئی بات ہوگی تو اس سے مجھ کو روکیں گے۔

شیخ عبدالرحمن بن فیصل کے نصائح

شیخ عبدالرحمن بن فیصل نے فرمایا کہ سنو، عبدالعزیز! انصاف حکمرانی کی بنیاد ہے اگر تم حکمرانی چاہتے ہو تو عدل کا خیال رکھو، ظلم سے بچتے رہو، ہمیشہ پرہیزگاری اختیار کرو اور قوم کا ہر فرد خواہ ولی ہو یا عام شہری وہ تمہارا محاسبہ کر سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے بارے میں بہت غیرت والا ہے، اس دن کو یاد کرو جب تمہیں نہ مال نہ حکمرانی نہ جاہ و منصب اور نہ بیٹے فائدہ دے سکیں گے۔

شاہ عبدالعزیز کی بیعت

اس کے بعد تمام لوگوں نے شاہ عبدالعزیز کی بطور حکمران نجد بیعت کی، اس وقت شاہ عبدالعزیز کی عمر صرف ۲۲ سال تھی اور شیخ عبدالرحمن بن فیصل نے سعود الکبیر کی تلوار انہیں عنایت کی،

تکوار دینے کا اشارہ یہ تھا کہ بیعت صحیح ہوئی ہے اور شیخ عبدالرحمن نے شاہ عبدالعزیز کو آل سعود کا محل دے دیا اور خود عجلان والے گھر میں منتقل ہو گئے۔

بیعت کے بعد بیعت کے بعد شاہ عبدالعزیز بن شیخ عبدالرحمن (والی نجد) نے اپنی مملکت کو اسلامی و فلاحی ریاست بنانے کی طرف توجہ کی اور اس کے ساتھ نجد کے علاوہ حجاز کے بارے میں بھی کچھ انقلابی قدم اٹھانے پر غور و خوض کرنے لگے اور عوام کی بہتری کیلئے بھی ضروری اقدامات کا سلسلہ شروع کیا۔

حجاز پر قبضہ شاہ عبدالعزیز نے ۱۹۲۱ء میں حائل پر قبضہ کیا۔ ۷ ستمبر ۱۹۲۳ء کو طائف کو اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔ ۱۹۲۳ء میں مکہ مکرمہ پر قبضہ کیا۔ ۵ جون ۱۹۲۵ء کو مدینہ منورہ پر قبضہ کیا اور ۲۲ جون ۱۹۲۵ء کو جدہ کو اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ جب شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود نے مدینہ منورہ پر قبضہ کر کے اسے اپنی قلمرو میں شامل کیا تو مولانا ظفر علی خانؒ نے ”تطہیرِ یثرب“ کے نام سے حسب ذیل نظم کہی۔

داخل ہوئے مدینے میں ابن سعود آج
مگر جوش پر ہے رحمت رب و دود آج

توحید کا عرب میں علم سر بلند ہے
قائم ہوئی ہیں شرع نئی کی حدود آج

ہیں فانیان نجد و یثرب کے پاسبان
یثرب میں خیمہ زن ہیں خدا کے جنود آج

آتے ہی مسجد نبویؐ میں پڑھی نماز
کیا لطف دے گیا ہے رکوع و سجد آج

مگر بتائے جاتے تھے جس نام پاک کے
اس پہ یہ لوگ بھیج رہے ہیں دود آج

اس جھوٹ کا کہ گنبد خضریٰ ہوا شہید
سلطان نے بکھیر دیا ہے تار و پود آج

ہم کو ہے پاس عہد کے ابن سعود کا
کس کو ہیں یاد روز اول کے عہد و عقد آج

کل جس کے نام سے بھی نہ تھا عالم آشنا
ہم اس کے پاس لے کر چلے ہیں دود آج